40

اسلام دنیوی اور دینی دونوں معاملات میں زیادتی کو ناجائز قرار دیتا ہے

اپنے کاموں میں ہمیشہ عدل و انصاف کو ملحوظ رکھو اور گناہ اور بدی کے امور میں ہرگز تعاون نہ کرو

(فرمودہ 30 جنوری 1959ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔1

اس کے بعد فرمایا:

''پچھلے جمعہ ایک دوست نے بتایا کہ آپ کی تلاوت بالکل اُسی طرح تھی جس طرح صحت کی حالت میں قادیان میں ہوا کرتی تھی صرف اِتنی بات تھی کہ آپ جلدی جلدی تلاوت کرتے تھے۔ اگر اِس جلدی تلاوت کرنے کی عادت کو آپ روک لیں تو پھر وہی حالت ہو جائے گی جو قادیان میں تھی۔ لیکن

شاید اُس دوست کو پتا نہیں کہ یہی تو مجھے بیماری ہے۔ جس قسم کی بیماری کا حملہ مجھے ہوا تھا اُس کا خاصہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان ہر کام جلدی جلدی کرتا ہے۔ چلتا ہے تو اُس میں بھی جلدی کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ دروازہ سے مڑنے لگتا ہے تو اسے ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ بعض ڈاکٹروں نے اِس کا علاج یہ بتایا ہے کہ جیپ پر چڑھ کر ایسی سڑکوں پر سفر کیا جائے جو خراب ہوں اور اس سے خوب جھٹکے لگیں۔ اِس سے اس مرض کو آرام آ جائے گا۔ لیکن تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ علاج غلط ہے اور اِس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو اصل میں اس بیماری کا یہی خاصہ ہے کہ اِس میں ہر کام جلدی جلدی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ دوسرے یہ بات بھی ہے کہ بیماری کی وجہ سے ڈر آتا ہے کہ کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ اِس وجہ سے بھی جلدی کرنی پڑتی ہے۔

میری بیماری کے متعلق ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ شاید سردی کم ہو تو اِس میں افاقہ ہو جائے۔ جب جلسہ سالانہ کے موقع پر میری زبان پر چھالے پڑے تھے تو ڈاکٹروں کی یہ رائے تھی کہ اندرونی حصۂ جسم میں کسی جگہ زہر پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے زبان پر چھالے پڑ گئے ہیں۔ اُس وقت تو پتا نہیں لگا لیکن بعد میں مَیں نے عزیزم ڈاکٹر اعجاز الحق کو اپنا دانت دکھانے کے لیے لاہور سے بلایا تو اُن کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ دانت میں ایک پرانی مرض ہوا کرتی تھی کہ بجائے اوپر سوراخ ہونے کے پہلو میں سوراخ ہو کر عصبہ کا سِرا باہر نکل آتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس دانت میں عصبہ کا وہی سِرا ننگا ہو گیا ہے مگر کہا کہ اس دانت کو نکالنے کا فیصلہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب آپ لاہور آئیں اور وہاں دانت کا ایکسرے کرائیں۔ انہوں نے کہا میں کچھ علاج تو کر دیتا ہوں مگر پورا علاج ابھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایکسرے میں بھی یہی نکلا کہ دانت کو نکالنا چاہیے تو اسے نکالنا ہی پڑے گا کیونکہ اس کی وجہ سے ہر وقت بے چینی رہتی ہے۔ میں ہونٹوں کو ہلا بھی نہیں سکتا کیونکہ جس جگہ پر دانت آتا ہے وہاں درد ہوتی ہے۔ دوسرے کھانے کی بھی بڑی دقّت ہے۔ وہ کہتے ہیں دانت بڑی دیر میں بن سکیں گے اور چونکہ یہی دانت ڈنچر2 کے لیے سہارے کا کام دیتا ہے اس لیے اگر یہ سہارا نہ رہا تو دانتوں سے چبانا بالکل ناممکن ہو جائے گا۔ میں نے احتیاطاً ابھی سے حریرہ3 وغیرہ کھانا شروع کر دیا ہے تاکہ دانتوں سے چبانے کا سوال ہی پیدا نہ ہو اور ارادہ ہے کہ کچھ دنوں تک طبیعت اچھی ہوئی تو ایک دن لاہور جا کر ایکسرے کراؤں گا۔ اور اگر دانت نکلوانے کا فیصلہ ہوا تو اسے نکلوا دوں گا تاکہ روز روز کی تکلیف

دور ہو جائے۔☆

میں نے ابھی جو آیات پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ ہمیں ایک بہت بڑا اخلاقی سبق دیتا ہے۔ دنیا میں کئی قسم کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ بعض مخالفتیں دنیاوی ہوتی ہیں اور بعض دینی ہوتی ہیں۔ دنیوی مخالفتوں کو تو انسان معاف بھی کر سکتا ہے لیکن دینی مخالفتوں میں بعض اوقات ضد آ جاتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہم انہیں کیسے معاف کریں۔

مجھے یاد ہے کہ جب حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت کا جھگڑا شروع ہوا اور میں ابھی خلیفہ نہیں ہوا تھا تو خواجہ کمال الدین صاحب نے شیخ یعقوب علی صاحب کو میرے پاس بھیجا کہ آپس میں صلح کر لی جائے۔ شیخ صاحب! جذباتی قسم کے آدمی تھے، جلدی متأثر ہو گئے اور آ کر کہنے لگے میں بڑی خوشخبری لایا ہوں۔ خواجہ کمال الدین صاحب کہتے ہیں صلح کر لی جائے۔ میں نے کہا شیخ صاحب اُن سے پوچھنا تھا کہ میرا اُن سے جھگڑا کیا ہے؟ میری کوئی جائیداد تو انہوں نے نہیں دبائی ہوئی۔ اگر جائیداد کا سوال ہو تو میں ابھی ساری جائیداد چھوڑتا ہوں لیکن اگر دین کا سوال ہے تو میرا اُسے چھوڑنے کا کیا حق ہے۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کا حق ہے اور وہی اسے چھوڑ سکتا ہے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ بات اُن کی سمجھ میں آ گئی اور انہوں نے خواجہ صاحب کو بتا دیا۔

تو بعض دفعہ دنیا میں قوموں کے ساتھ دنیوی جھگڑے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ دینی جھگڑے ہوتے ہیں۔ دینی جھگڑوں میں انسان بعض دفعہ ضد کر کے اَڑ جاتا ہے کہ میں صلح نہیں کرتا۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ وہ صلح نہ کرے اور اپنے عقیدہ پر قائم رہے تو یہ بڑی اعلیٰ درجہ کی بات ہے لیکن بعض دفعہ لوگ دینی باتوں کی وجہ سے غصہ میں آ کر لڑ پڑتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کسی یہودی سے کوئی معاملہ کر رہے تھے کہ اس نے باتوں باتوں میں کہہ دیا میں موسیٰ کی قَسم کھا کر کہتا

☆ بعد میں ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب نے ایک اَور احمدی دوست کے ساتھ جو ایکسرے کے ایکسپرٹ ہیں معائنہ کیا اور فیصلہ کیا کہ یہاں مسوڑھے میں ایک دُنبل[4] پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ چیر ادے کر اس میں سے پیپ نکال دی گئی۔ اس کے بعد گو زخم مندمل ہو چکا ہے اور دماغ میں جو ہتھوڑے لگتے تھے اس میں بھی کمی واقع ہو گئی ہے لیکن ابھی ہاتھ لگانے سے درد ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ کچھ دنوں تک آرام آ جائے گا۔

ہوں جسے خدا تعالیٰ نے سب نبیوں کا سردار بنایا ہے کہ یہ بات اِس طرح ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کو غصہ آ گیا کہ یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دیتا ہے اور آپ نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا لگا تو آپ خفا ہوئے اور فرمایا کہ اُس یہودی نے اگر اپنے عقیدہ کی وجہ سے یہ بات کہی تھی تو آپ کو اُسے تھپڑ مارنے کا کوئی حق نہیں تھا۔5

تو دینی معاملات میں بھی اسلام نے زیادتی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اِسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے۔ فرماتا ہے لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ۔ کسی قوم کی اِس وجہ سے دشمنی کہ اُس نے تمہیں حج سے روکا ہے تم کو اِس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُس پر زیادتی کرنے لگ جاؤ۔ چاہے کوئی دینی جھگڑا ہو دوسرے پر زیادتی کرنا بالکل ناجائز ہے۔ تم حق کا قانونی مطالبہ کرو لیکن تمہیں یہ اختیار نہیں کہ قانون کو ہاتھ میں لے لو اور حد سے بڑھ جاؤ۔

پھر باقی مسلمانوں کو کہتا ہے کہ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۔ کئی دفعہ دینی معاملات میں ایسا ہوتا ہے کہ ساری قوم اکٹھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بغداد کی تباہی کا موجب بھی یہی ہوا کہ وہاں کا وزیر جس فرقہ کا تھا اُس کی شہ پر اُس فرقہ کے لوگوں نے دوسرے فرقہ کو تنگ کیا۔ اِس پر پہلے فرقہ کے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور دوسرے فرقے والے بھی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ ایک فرقہ کو یہ خیال گزرا کہ دوسرے فرقہ والے ہمارے مذہب کی ہتک کرتے ہیں اور دوسروں کو یہ خیال ہوا کہ پہلے فرقہ والے ہمارے مذہب کی ہتک کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُس وزیر نے ہلاکو خاں سے سازباز کی اور اُس نے حملہ کر کے بادشاہ اور ولی عہد کو قتل کر دیا اور اٹھارہ لاکھ مسلمان ایک دن میں مار ڈالے۔ اُس وقت لوگ کسی بزرگ کے پاس گئے اور اُن سے عرض کیا کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تباہی سے بچائے۔ اُس بزرگ نے جواب دیا میں تو پہلے بھی دُعا کرتا ہوں لیکن ہر دفعہ جب دُعا کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے فرشتے مجھے آسمان پر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اَیُّھَا الْکُفَّارُ اُقْتُلُوا الْفُجَّارَ ۔ اے کافرو! یہ لوگ فاجر ہو گئے ہیں انہیں خوب مارو۔ اور جب خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ فاجر مسلمانوں کو قتل کیا جائے تو میں دُعا کیا کر سکتا ہوں۔

تو اٹھارہ لاکھ مسلمان اُس موقع پر قتل کیے گئے بلکہ اِس قتلِ عام کی بعض ایسی تفصیلات بیان

کی جاتی ہیں کہ انہیں پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہر حال ہلاکو خان کو بغداد پر فتح ایک وزیر کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ گو بعد میں ہلاکو خان نے اُس وزیر کو بھی قتل کروا دیا اور کہا جب تم نے اپنے بادشاہ سے غداری کی ہے تو تم میرے ساتھ کیوں نہیں کرو گے اور اِس طرح اُس وزیر کو سزا تو مل گئی لیکن اسلامی سلطنت تباہ ہوگئی اور سات آٹھ سو سال تک اس کا نشان مِٹا رہا۔ اب آ کر بغداد میں دوبارہ اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی مگر دو تین سال کے اندر اندر جنرل قاسم کے ذریعہ سے تباہ ہوگئی۔

تو دیکھو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مذہبی جوش میں آ کر قوم کی قوم کھڑی ہو جاتی ہے اور کہتی ہے ہمارے مذہب کی ہتک ہوگئی۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اگر وہ جوش نیکی پر ہے تو تعاون کرو۔ اور اگر وہ محض کسی ضِد کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو اُس سے عدمِ تعاون کرو۔ گویا تقوٰی اور نیکی کی باتوں پر تعاون کیا کرو، گناہ اور بدی کی باتوں پر تعاون نہ کیا کرو۔ اگر دنیا اِس پر عمل کرنے لگے تو تم خود ہی اندازہ لگا لو کہ کتنا امن ہو جائے۔

پہلی جنگ عظیم اِس بات پر ہوئی تھی کہ آسٹریا کا ولی عہد جا رہا تھا، اُس پر سربیا (SERBIA) کے لوگوں نے بم پھینک دیا اور وہ مر گیا۔ اِس پر جنگ شروع ہوگئی جس میں انگریز بھی شامل ہو گئے، جرمن بھی شامل ہو گئے۔ حالانکہ جس علاقہ میں سے وہ گزر رہا تھا اور جن لوگوں نے اُسے مارا تھا حکومت اُن پر بڑا ظلم کر رہی تھی۔ تو یہ تعاون بظاہر تو عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى تھا لیکن بباطن عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ تھا کیونکہ لوگوں نے اُس ولی عہد کو حکومت کے ظلم کی وجہ سے مارا تھا۔

یہی دوسری جنگِ عظیم میں ہوا کہ ساری اتحادی قومیں ہٹلر پر پل پڑیں۔ بہانہ یہ بنایا کہ ہم پولینڈ کی مدد کرنے لگے ہیں۔ وہ پولینڈ کی کُلّی مدد تو نہ کر سکے لیکن پولینڈ کی مدد کرتے کرتے انہوں نے جرمنی پر حملہ کر دیا اور اب اُس کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے کہ اس کے بعد روس سے ایسا جھگڑا چھڑا ہے کہ وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتا اور روس دنیا کے ہر ملک میں فساد ڈلوا رہا ہے۔ امریکہ کو پہلے طاقت کا بڑا دعوٰی تھا لیکن وہ بھی اب کمزور ہو گیا ہے۔ ظاہر میں تو وہ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مخالف کا مقابلہ کروں گا لیکن عملی طور پر اُس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ دراصل روس نے جو راکٹ پھینکے ہیں اُن کا اِتنا رُعب پڑ گیا

ہے کہ امریکہ جو اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت سمجھتا تھا اپنے آپ کو سیکنڈ گریڈ سمجھنے لگ گیا ہے۔

مگر اصل طاقت خدا تعالیٰ ہی کی ہے۔ چاہے روس ہو یا امریکہ اس کے مقابلہ میں جو طاقت بھی آئے گی تباہ ہو جائے گی۔ ہاں! کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی لاٹھی میں آواز نہیں وہ آہستہ آہستہ کام کرتا ہے۔ دیکھو! بچہ بھی ایک دن میں پیدا نہیں ہو جاتا وہ بھی 9 ماہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے فیصلے آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں لیکن جب بھی وہ ظاہر ہوں گے حق ہی ظاہر ہوگا۔ اور جب تک وہ ظاہر نہیں ہوتے اُس وقت تک انسان کو انتظار کرنا پڑے گا اور سمجھنا ہوگا کہ اللہ کا جو فیصلہ ہو گا وہی اچھا ہوگا۔

پس ہم کو اپنے کاموں میں ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لینا چاہیے۔ چاہے دینی معاملہ ہی ہو ہمیں اپنے مخالف سے سختی نہیں کرنی چاہیے اور ایسا جوش ظاہر نہیں کرنا چاہیے کہ وہ طیش میں آ کر اَور گمراہ ہو جائے۔ اگر کوئی شخص ہماری غلطی کی وجہ سے طیش میں آتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے تو اُس کا گناہ ہمیں بھی ہوگا۔ حضرت مسیح ناصریؑ نے کہا ہے کہ وہ شخص جس کی وجہ سے کسی انسان کو ٹھوکر لگتی ہے وہ بھی بدقسمت ہے۔6 پس تم صرف یہ نہ دیکھو کہ تم کوئی ناجائز کام نہیں کر رہے بلکہ یہ بھی دیکھو کہ تمہاری وجہ سے کسی کو ٹھوکر نہ لگے کیونکہ اگر تمہارے کسی فعل کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو تم خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو گے"۔　　(الفضل 21 مارچ 1959ء)

---

1 : المائدۃ: 3

2 : ڈنجر: (ڈھچر) ڈھانچا، انجر، پنجر (اردو لغت تاریخی اصول پر۔ جلد 10 صفحہ 225۔ کراچی)

3 : حریرہ: ایک پتلی غذا جو بالعموم آٹے یا سوجی کو گھی میں بھون کر اور شکر اور پانی ڈال کر بنائی جاتی ہے۔ (اردو لغت تاریخی اصول پر جلد 8 صفحہ 134 کراچی 1987ء)

4 : دُنبل: پھوڑا، دل دار پھوڑا، دُمل (اردو لغت تاریخی اصول پر جلد 9 صفحہ 537 کراچی 1988ء)

5 : صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب وفاۃ موسیٰ و ذکرِہ بعدُ (میں حضرت ابوبکرؓ کی بجائے ایک صحابیؓ کا ذکر ہے)

6 : متی باب 18 آیات 6، 7